31

زندہ قوموں کی علامت یہ ہوتی ہے کہ اس کے نوجوان اِس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ وہ اپنے بڑوں کے قائم مقام بن جائیں

(فرمودہ 19 ستمبر 1952ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''پچھلے ہفتہ سے یعنی جمعرات کے دن سے یا شاید بدھ کے دن سے پھر مجھ پر نقرس کا حملہ ہوا۔ جس کی وجہ سے میں نمازوں میں نہیں آ سکا لیکن کل سے خدا تعالیٰ کے فضل سے درد سے افاقہ ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی میں نے بیان کیا تھا اِس دفعہ نقرس کے حملے پہلے حملوں کے مقابلہ میں بہت ہلکے ہوئے ہیں۔ یہ حملہ بھی اتنا تو تھا کہ میں باہر نہیں جا سکتا تھا، سیڑھیاں اُتر چڑھ نہیں سکتا تھا لیکن پھر بھی جو پہلے حملے ہوتے رہے ہیں اُن کے مقابلہ میں اِس کی کوئی نسبت ہی نہیں تھی۔ وہ بہت زیادہ شدید ہوتے تھے اور بسا اوقات میں بستر پر کروٹ بھی خود بدل نہیں سکتا تھا۔ لیکن موجودہ حملہ میں مَیں برآمدہ میں بیٹھ کر ملاقاتیں بھی کر لیتا تھا، پیشاب پاخانہ کے لئے بھی جا سکتا تھا اور ایک کمرہ سے دوسرے کمرہ میں بھی آ جا سکتا تھا۔ صرف نیچے اوپر آنا یا زیادہ دیر تک پاؤں لٹکا کر بیٹھنا یا کھڑے ہونا مشکل تھا۔ اس دوران میں ایک تکلیف میرے بازو میں بھی ہوئی جس کی وجہ سے دوستوں کو بھی تکلیف ہوئی اور کچھ غلط فہمی بھی ہوئی۔ گو ایک لحاظ سے وہ غلط فہمی بھی نہیں تھی۔ بہت سی چیزیں سرحد پر ہوتی ہیں۔ ذرا اِدھر ہو جائیں تو اَور شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ اور ذرا اُدھر ہو جائیں تو اَور شکل اختیار کر لیتی ہیں بہرحال پچھلے چند دنوں میں میرے ہاتھ میں یکدم ایسی

حالت پیدا ہوگئی کہ اعصاب شل ہو جاتے تھے، اس کا ہلانا مشکل ہو جاتا تھا، انگلیاں ٹیڑھی ہو جاتی تھیں اور بازو میں بے حسی پیدا ہو جاتی تھی۔ گویا جو ابتدائی حالتیں بعض قسم کے فالجوں میں پائی جاتی ہیں ویسی ہی حالت پیدا ہوگئی۔ فالج دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ ہوتے ہیں جو یکدم گرتے ہیں اور ایک سیکنڈ میں انسان کو بے کار کر دیتے ہیں اور بعض فالج ایسے ہوتے ہیں جو آہستہ آہستہ حملہ کرتے ہوئے انسانی جسم میں قائم ہوتے ہیں۔ ان کا نام ہی طب میں ''آہستگی سے بڑھنے والے فالج'' رکھا گیا ہے۔ اس کی وجہ سے بعض دوستوں میں جنہوں نے طب نہیں پڑھی اور جو صرف اتنا ہی جانتے ہیں کہ فالج میں انسانی جسم کا ایک حصہ یا دھڑ مارا جاتا ہے بے چینی پیدا ہوئی اور انہوں نے فکر اور تشویش کا اظہار کیا۔ اس مرض سے بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت کچھ افاقہ ہے۔ لیکن ابھی وہ ہاتھ مجھے محسوس ہوتا ہے۔ تندرست حصہ کی علامت یہ ہوتی ہے کہ وہ حصہ انسان کو محسوس نہیں ہوتا۔ مثلاً ہر ایک کا ناک ہے مگر کسی کو محسوس نہیں ہوتا کہ اُن کے منہ پر ناک ہے۔ لیکن جب اُسے نزلہ ہوتا ہے تب اسے محسوس ہونے لگتا ہے کہ اس کے منہ پر ناک بھی ہے۔ آنکھ ہر انسان کی ہے لیکن کسی کو محسوس نہیں ہوتی کہ اُس کی دو آنکھیں ہیں۔ لیکن جب اس کی آنکھیں دُکھنے آتی ہیں تب اسے محسوس ہوتا ہے کہ میری آنکھیں بھی ہیں۔ اسی طرح ہر ایک کا سر ہے۔ مگر کسی کو محسوس نہیں ہوتا کہ اس کا سر ہے۔ لیکن جب اسے سر درد ہوتا ہے تب اسے معلوم ہوتا ہے کہ میرا ایک سر بھی ہے۔ غرض طبیب بیماری کی بڑی علامت یہی بتاتے ہیں کہ بیمار عضو کا انفرادی احساس ہونے لگتا ہے۔ اسی طرح گو اَب مرض میں افاقہ ہے مگر دائیں بازو کا مجھے الگ احساس نہیں ہو رہا۔ لیکن بایاں بازو الگ محسوس ہو رہا ہے اور وہ ہاتھ تھکا ہوا اور بوجھل معلوم ہوتا ہے۔ بہرحال جو شدت کی تکلیف شروع ہوئی تھی وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے رُک گئی ہے۔ اور جیسا کہ میں نے ایک پہلے خطبہ میں بھی بتایا تھا حقیقت تو یہ ہے کہ عمروں کے ضُعف کے ساتھ ساتھ بیماریاں بھی لگ جاتی ہیں۔ اور جہاں دو باتیں جمع ہو جائیں یعنی انسان کی عمر بھی انحطاط کی طرف جا رہی ہو اور پھر دشمن سے مقابلے بھی بڑھ جائیں وہاں دماغی کوفت اور جسمانی کوفت مل کر انسان کے لئے زیادہ مشکلات پیدا کر دیتی ہیں۔

بہرحال ہر ایک انسان نے جو پیدا ہوا مرنا ہے۔ اور زندہ قوموں کی یہ علامت ہوا کرتی ہے کہ ان کے نوجوان اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ وہ اپنے بڑوں کے قائم مقام بن جائیں۔

جس قوم میں یہ بات پیدا ہو جاتی ہے وہ کبھی نہیں مرتی۔ اور جس قوم کے اندر یہ بات پیدا نہ ہو اُس کو کوئی زندہ نہیں رکھ سکتا۔ خواہ کتنا ہی زور لگا لو وہ قوم ضرور مرے گی۔ لیکن جس قوم میں یہ خوبی موجود ہو کہ اُس کے نوجوان ہمتوں والے ہوں، بلند ارادوں والے ہوں، صحیح کام کرنے والے ہوں، اچھی نیتیں رکھنے والے ہوں تو وہ مرتی نہیں بلکہ بڑھتی چلی جاتی ہے اور خواہ کوئی بھی اسے مٹانا چاہے مٹا نہیں سکتا۔

ایک دفعہ ایک عباسی بادشاہ نے اپنے دولڑکے ایک بڑے امام کے پاس پڑھنے کے لئے بٹھائے۔ اُس امام کا اتنا رعب تھا اور اس نے اپنی قابلیت کا اتنا سکہ بٹھایا ہوا تھا کہ ایک دن جب بادشاہ اُس کی ملاقات کے لئے گیا اور امام اُس کے استقبال کے لئے اٹھا تو دونوں شہزادے دوڑے کہ وہ اپنے امام کی جُوتی اُس کے آگے رکھیں۔ ایک کی خواہش تھی کہ میں جُوتی رکھوں اور دوسرے کی خواہش تھی کہ میں جُوتی رکھوں۔ بادشاہ نے جب یہ نظارہ دیکھا تو کہا کہ تیرے جیسا آدمی کبھی مر نہیں سکتا۔ یعنی جس نے اپنی روحانی اور علمی اولاد کے دل میں اتنا جوشِ اخلاص پیدا کر دیا ہے اور اتنی علم کی قدر پیدا کر دی ہے اس نے کیا مرنا ہے۔ وہ مرے گا تو اَور لوگ اُس کی جگہ لے لیں گے۔ غرض بے ساختہ بادشاہ کے منہ سے یہ فقرہ نکل گیا کہ ایسا آدمی مر نہیں سکتا۔

حقیقت یہ ہے کہ انسان تو مرتے چلے آئے ہیں اور مرتے چلے جائیں گے۔ قوموں کے لئے دیکھنے والی بات یہ ہوتی ہے کہ ان کے اندر زندگی کی روح پائی جاتی ہے یا نہیں۔ اگر وہ کوئی مفید کام کرنا چاہتی ہیں تو ان کا فرض ہوتا ہے کہ وہ نیکیوں کا ایک تسلسل قائم کر دیں۔ آدم کے متعلق خدا تعالیٰ نے یہی بات قرآن کریم میں بیان فرمائی ہے کہ اس نے ایک تسلسل قائم کر دیا۔ فرماتا ہے خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً [1] آدمؑ کا کیا کمال تھا؟ آدمؑ کا یہی کمال تھا کہ وہ صرف ایک مرد اور ایک عورت تھے۔ مگر پھر بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً آگے نسل در نسل پیدا ہوئی۔ اور مرد اور عورت اتنی کثرت سے ہوئے کہ یا تو کوئی زمانہ اِس دنیا پر ایسا گزرا ہے جب فلسفیوں اور سائنسدانوں کا سب سے بڑا قابلِ غور مسئلہ یہ ہوا کرتا تھا کہ اس دنیا کو آباد کس طرح کیا جائے۔ اور یا اب وہی دنیا ہے مگر اب فلسفیوں اور سائنس دانوں کے نزدیک سب سے بڑا سوال جو حل کرنے کے قابل ہے یہ ہے کہ اس دنیا کی آبادی کو روٹی کہاں سے کھلائی جائے۔

آج سے دو یا چار ہزار سال پہلے کمیونزم کسی ملک میں پنپ نہیں سکتا تھا لیکن اب کہتے ہیں اِس کا مال چھینو اور اُس کو دو، اُس کا چھینو اور اِس کو دو۔ دس ایکڑ زمین جس کے پاس ہے اُس سے لے کر دو دو ایکڑ اَوروں میں تقسیم کر دو۔ لیکن جب دنیا میں کسی جگہ صرف پانچ گھر تھے اور پچاس ہزار ایکڑ زمین اُن کے اردگرد فارغ پڑی تھی اُس وقت اگر کوئی کمیونزم کی بات کرتا تو پاگل سمجھا جاتا اور ہر شخص کہتا کہ اس کی پانچ ایکڑ زمین کیوں چھینتے ہو؟ پچاس ہزار ایکڑ زمین جو فارغ پڑی ہے اُس پر قبضہ کیوں نہیں کرتے۔ پس کمیونزم محض اِس زمانہ کی پیدائش ہے۔ ہمیشہ کے لئے قانون نہیں ہوسکتا۔ یہی فرق ہوتا ہے مذہب اور غیر مذہب میں۔ مذہب کے علاوہ جس قدر مسائل پیدا ہوتے ہیں وہ صرف مقامی اور وقتی ہوتے ہیں۔ لیکن مذہب ایک دائمی صداقت ہوتا ہے۔ تم کسی زمانہ میں بھی اسلام کو لے جاؤ اس پر ہمیشہ عمل کیا جاسکتا ہے۔ لیکن کئی دَور ایسے آئیں گے جن میں کمیونزم نہیں چل سکتا۔ کئی دَور ایسے آئیں گے جن میں سوشلزم نہیں چل سکتا۔ کئی دور ایسے آئیں گے جن میں کیپٹل ازم نہیں چل سکتا۔ جب کبھی ملک کی آبادی بڑھ جائے گی اور دولت گھٹ جائے گی کیپٹل ازم کبھی قائم نہیں رہ سکتا۔ اور جب ملک کی آبادی کم ہو جائے گی اور ذرائع دولت بڑھ جائیں گے اُس وقت کمیونزم کبھی قائم نہیں رہ سکتا۔ جب ملک کی آبادی کم ہوجائے گی تو کسی سے چھیننے کا کوئی سوال ہی نہیں رہتا۔ ہر شخص کہے گا کہ جاؤ اور زمینوں پر قبضہ کرلو۔ اور جب ملک کی آبادی بڑھ جائے گی تو پھر کیپٹل ازم قائم نہیں رہ سکتا۔ یہ سارے کے سارے سوالات ملک کی آبادی کی کمی یا زیادتی سے پیدا ہوتے ہیں۔ تم آبادی کو کم کر دو لازماً کیپٹل ازم قائم ہو جائے گا اور لوگ منتیں کریں گے کہ تم زمینوں کو سنبھالو۔ ہمیں تو جتنی ضرورت تھی ہم نے لے لی ہے۔ لیکن جب آبادی بڑھ جائے گی تو وہی آدمی جس کے دادا پڑدادا کہہ رہے تھے کہ زمینیں سنبھالو ہمیں اِس کی ضرورت نہیں وہی شور مچانے لگ جائیں گے کہ تمہارے پاس سو ایکڑ زمین ہے دس دس ایکڑ ہمیں دے دو۔ پس یہ محض حالات بدلنے کے نتائج اور مجبوریاں ہیں۔ لیکن مذہب ایسی چیز ہے جو ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ اور یہ تمام چیزیں اِسی نکتہ کے ساتھ وابستہ ہیں کہ انسان کی نسل آگے ترقی کرتی اور بڑھتی چلی جاتی ہے۔

اِسی طرح جو سچی قومیں ہوتی ہیں وہ بھی آدمؑ کے مشابہ ہوتی ہیں اور ان کی کامیابی کا طریق بھی یہی ہوتا ہے کہ ان میں نئی نسلیں پیدا ہوتی ہیں۔ پھر اَور پیدا ہوتی ہیں، پھر اَور پیدا ہوتی ہیں

اور وہ اس معیارِ ایمان اور میعارِتقویٰ کو قائم رکھتی ہیں۔ جس کو قائم رکھنا خدا تعالیٰ کا منشاء ہے اور جس معیارِ ایمان اور میعارِتقویٰ کے قیام کے لئے خدا تعالیٰ کے انبیاء دنیا میں آتے ہیں۔ پس ہمیشہ ہی خدائی جماعتوں اور خدائی سلسلوں کو یہ امر مدنظر رکھنا چاہیے کہ اُن کے اندر زندگی کی روح پیدا ہو۔ اُن کے اندر ایسے نوجوان پیدا ہوں جو دین کی خاطر اپنے آپ کو وقف کرنے والے اور تقویٰ کے ساتھ کام کرنے والے ہوں۔ دھڑے بازی کی عادت اُن میں نہ ہو۔ وہ قضاء کے مقام پر پورے اُترنے والے ہوں اور دوسروں کا حق دینے کے معاملہ میں نہ دشمنی اُن کے راستہ میں روک ہو، نہ دوستی اُن میں جنبہ داری کا مادہ پیدا کرنے والی ہو۔ جب اُن سے کوئی مسئلہ پوچھے تو وہ یہ نہ دیکھیں کہ ہماری دوستیاں کن لوگوں سے ہیں اور ہمارے اس جواب کا اثر ان پر کیا پڑے گا۔ بلکہ وہ صرف یہ دیکھیں کہ خدا اور اس کے رسولؐ نے کیا کہا ہے اور قرآن میں کیا لکھا ہے۔ جب ایسے آدمی کسی قوم میں پیدا ہو جائیں تو پھر وہ قوم آدمیوں کی محتاج نہیں رہتی بلکہ براہِ راست خدائی نصرت کے نیچے آ جاتی ہے۔ کسی انسان کی موت سے اُس کی موت وابستہ نہیں ہوتی۔ کسی انسان کی بیماری سے اُس کی بیماری وابستہ نہیں ہوتی۔ کسی انسان کے فقدان سے اُس کا فقدان وابستہ نہیں ہوتا۔ وہ ہر میدان میں اور ہر قسم کے کاموں اور مقابلوں میں قائم رہتی ہے۔ جیتتی ہے اور بڑھتی ہے کیونکہ اُس میں زندگی کا بیج ہوتا ہے۔ اور جس میں زندگی کا بیج ہو اُسے کوئی مار نہیں سکتا۔ جس طرح خدا نے جس میں موت کا بیج پیدا کر دیا ہو اُسے کوئی زندہ نہیں رکھ سکتا۔"

(الفضل 26 ستمبر 1952ء)

1: النساء: 2